بعد میں بھی ترامیم کرتے رہے اور مکمل اطمینان ہونے کے بعد اِسے شائع کیا گیا۔ اِس کام میں ڈھائی سال لگے لیکن ترجمہ ایسا ہے کہ پچاس برس میں اِس کی کوئی مثال نہیں۔ مولوی صاحب کہتے تھے کہ سب کتابیں دوسروں کے لیے لکھی ہیں اور ترجمہ اپنے لیے کیا ہے۔ یہی میرا توشۂ آخرت ہے۔

مشقی سوالات

1۔ مختصر جواب دیجیے۔

الف: مصنف نے مولوی نذیر احمد کو پہلے پہل کب اور کن حالات میں دیکھا تھا؟

جواب: مصنف نے صرف پانچ برس کی عمر میں مولوی نذیر احمد کو دیکھا۔ وہ اپنے والد کے ساتھ حیدر آباد سے مولوی نذیر احمد کے گھر پہنچے تو مولوی صاحب پلنگ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مصنف کے والد مولوی نذیر احمد سے گلے مِل کر خوب روئے پھر مصنف کو حکم دیا کہ دادا کو سلام کرو۔ انھوں نے سلام کیا تو مولوی صاحب نے پیار کیا اور ایک اشرفی بھی دی۔

ب: مولوی نذیر احمد کے لیے حیدر آباد دکن میں کیا خطاب تجویز ہوا تھا؟

جواب: مولوی نذیر احمد کے لیے حیدر آباد دکن میں ''غیور جنگ'' کا خطاب تجویز کیا گیا تھا مگر انھوں نے قبول نہیں کیا۔

ج: ریاست جاورہ کے نواب کے بھائی معجزاتی طور پر کیسے صحت یاب ہوئے؟

جواب: نواب افتخار علی خاں والی ریاست جاورہ کے بھائی نواب سرفراز علی خاں نے مولوی نذیر احمد کو خواب میں دیکھا کہ ان سے کہہ رہے ہیں'' ہمارے قرآن کا ترجمہ چھپوالو، اچھے ہو جاؤ گے'' نواب صاحب نے ترجمہ قرآن دو بڑی خوبصورت جلدوں میں شائع کروایا اور خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہو گئے۔

د: مولوی نذیر احمد کی کُہنیوں پر گٹے کیسے پڑے تھے؟

جواب: مولوی نذیر احمد بچپن میں مسجد میں طالب علم تھے اور رات بھر مسجد کے فرش پر کُہنیاں ٹکائے پڑھا کرتے تھے۔ اس وجہ سے پہلے کُہنیوں میں زخم ہوئے اور پھر گٹے پڑ گئے۔

و: مولوی نذیر احمد کا بچپن کن حالات میں بسر ہوا؟

جواب: مولوی نذیر احمد کا بچپن انتہائی عسرت اور تنگ دستی میں بسر ہوا۔ وہ سخت سردی کے موسم میں مسجد میں ٹاٹ کی دری میں لپٹ کر سوتے تھے۔ مسجد کا ملا صبح آ کر لات رسید کرتا تو نذیر احمد لڑھکتے چلے جاتے اور صف بھی بچھ جاتی۔ نذیر احمد کو محلے کے گھروں سے روٹی مانگ کر لانا پڑتی تھی۔ ان گھروں میں ان سے چھوٹے موٹے کام بھی لیے جاتے تھے مثلاً سودا سلف لانا۔

ہ: جب ایک ہندو محاسب نے علی گڑھ کالج میں لاکھوں کا غبن کیا تو نذیر احمد نے سرسید سے کیا کہا؟

جواب: نذیر احمد خبر سن کر دِلّی سے علی گڑھ پہنچے اور سرسید کا حوصلہ بڑھایا۔ بولے ''اگر روپے کی ضرورت ہو تو یہ

روپیا اس وقت موجود ہے، لے لو اور بھی دوں گا، اگر کسی خدمت کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں۔" سرسید اس خلوص سے بے حد متاثر ہوئے۔

ز: موثر تقریر کرنے کے ضمن میں کن دو آدمیوں کا شہرہ تھا؟

جواب: موثر تقریر کرنے کے ضمن میں مولوی نذیر احمد اور نواب بہادر یار جنگ کا شہرہ تھا۔ یہ دونوں اپنی خطابت سے سامعین پر جادو سا کر دیتے تھے اور قومی فلاح کے کاموں کے لیے چندہ اکٹھا کرتے ہوئے عورتوں کے زیور تک اُتروا لیا کرتے تھے۔

ح: مولوی نذیر احمد اپنا توشۂ آخرت کسے گردانتے تھے؟

جواب: مولوی نذیر احمد ترجمۃ القرآن کو اپنا توشۂ آخرت گردانتے تھے۔ انھیں اپنی سب کتابوں میں سے یہی کتاب پسند تھی۔ فرماتے تھے کہ میں نے اور سب کتابیں دوسروں کے لیے لکھی ہیں اور ترجمہ اپنے لیے کیا ہے۔

2: درج ذیل محاورات کو اپنے جملوں میں اِس طرح استعمال کیجیے کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

- **دل کی بھڑاس نکالنا:** ہاکی کے میچ میں شکست کے بعد پاکستانی کوچ کی مسلسل بیان بازی' دل کی بھڑاس نکالنے کے مترادف ہے۔
- **لات رسید کرنا:** ڈپٹی نذیر احمد کے استاد علی الصبح شاگردوں کو اُٹھانے کے لیے لات رسید کیا کرتے تھے۔
- **ڈھارس بندھانا:** اچھا دوست مشکل حالات میں ہمیشہ ڈھارس بندھاتا ہے۔
- **جادو کرنا:** نہ جانے افشاں نے کیا جادو کر دیا ہے کہ آسیہ ہر وقت اُس کے گُن گاتی رہتی ہے۔
- **رام کرنا:** مولانا صاحب کی تقریر اتنی دلنشیں ہوتی ہے کہ سننے والوں کو رام کر لیتی ہے۔
- **طوطی بولنا:** ہندوستان میں نواب بہادر یار جنگ کی تقریر کا طوطی بولتا تھا۔
- **درگت بننا:** نہرو کی یو۔این۔او کے اجلاس میں کشمیر کے مسئلے پر وہ درگت بنی جو ہندوستان کبھی نہیں بھول سکتا
- **خبر آگ کی طرح پھیلنا:** قائداعظمؒ کی رحلت کی خبر پورے ملک میں آگ کی طرح پھیل گئی۔
- **تل دھرنے کو جگہ نہ رہنا:** مشاعرہ سننے کے لیے لوگ اتنی بڑی تعداد میں جمع تھے کہ پنڈال میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی تھی۔
- **پہلو بدلنا:** لگتا ہے آج امجد کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے۔ اس لیے وہ بے قراری سے پہلو بدل رہا ہے۔
- **پس و پیش کرنا:** سرسیّد احمد خاں کی حمایت میں ڈپٹی صاحب کبھی پس و پیش نہیں کرتے تھے۔

3۔ درج ذیل الفاظ کا تلفظ اعراب کی مدد سے واضح کیجیے۔

غَیُوْر' تَاَسُّف' اَحْسَنُ التَّفَاسِیْر' خوِیْش' فَارِغُ التَّحْصِیْل' عَلَی الصَّبَاح،
مقربِیْن' جَیِّدْ عَالِم، مُرَفَّۃُ الْحَال، رَدو قَدْح

4: ہم رکاب اور باثر میں بالترتیب ''ہم''، ''با'' سابقے ہیں۔ ان سے بیس بیس الفاظ بنائیے۔

○ ہم: ہم خیال، ہم راہ، ہم رکاب، ہم راز، ہم جماعت، ہم عمر، ہمزاد، ہم شکل، ہمدرد، ہم درس، ہم مکتب، ہمدوش، ہم دیوار، ہم مقصد، ہمرنگ، ہم فکر، ہمدم، ہم مذہب، ہم وزن، ہم وطن۔

○ با: بالیدہ، باریش، باقاعدہ، باادب، بااصول، بارُعب، بااخلاق، باکردار، بانصیب، باجماعت، بااثر، بامقصد، بامعنی، بازبان، باوضو، بازیچہ، باوجود، باخبر، باکرہ، باوسیلہ، باخدا، باذوق۔

5: سبق کے متن کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خالی جگہیں قوسین میں دیے ہوئے موزوں لفظ سے پُر کیجیے۔

الف: مولوی نذیر احمد کو زمانہ سازی بالکل نہیں آتی تھی۔ (زمانہ سازی، حیلے بازی، ٹال مٹول)

ب: اس کے بعد وہ اپنا زمانہ یاد کر کے آبدیدہ ہوگئے۔ (خوش، رنجیدہ، آبدیدہ)

ج: مسلمانوں کی تعلیم و ترقی کے باب میں وہ سر سید احمد خاں کے حامی و مددگار تھے۔

(مخالف، حامی و مددگار، مربی و محسن)

د: لوگ جوق در جوق آنے لگے اور شاہی مسجد میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ (جوق در جوق، تیز تیز، صبح شام)

ہ: جب لیکچر ختم ہوا تو علی گڑھ کے لیے روپیہ برس رہا تھا۔ (مینہ، روپیہ، ہن)

و: مولوی صاحب کو اپنی تمام کتابوں میں ترجمۃ القرآن ہی پسند تھا۔

(ترجمہ تیسیرٗ، ناول، مرآۃ العروس، ترجمۃ القرآن)

☆ سیاق و سباق کے حوالے اہم اقتباسات کی تشریح

اقتباس 1: ''مولوی صاحب بڑے فخر سے اپنے بچپن کے مصائب بیان کرتے تھے، جس مسجد میں ٹھہرے تھے اس کا مُلّا بڑا بد مزاج اور بے رحم تھا۔ کڑکڑاتے جاڑوں میں ایک ٹاٹ کی صف میں یہ لپٹ جاتے اور ایک میں ان کے بھائی۔ سات آٹھ سال کے بچے کی بساط ہی کیا؟ علی الصبح اگر آنکھ نہ کھلتی تو مسجد کا مُلّا ایک لات رسید کرتا اور یہ لڑھکتے چلے جاتے اور صف بھی بچھ جاتی۔ اس زمانے کے طالب علموں کی طرح انھیں بھی محلے کے گھروں سے روٹی مانگ کر لانی پڑتی تھی۔'' (سرمایۂ اُردو 12، صفحہ 111,110)

حوالہ متن: **سبق کا عنوان** : مولوی نذیر احمد دہلوی

مصنف کا نام : شاہد احمد دہلوی

سیاق و سباق: شاہد احمد دہلوی نے اپنے دادا کا خوبصورت خاکہ تحریر کیا ہے جس کے مطالعہ سے مولوی نذیر احمد کی جیتی جاگتی تصویر نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔ مولوی صاحب سیلف میڈ انسان تھے۔ وہ بے حد محنتی تھے۔ بچپن میں مسجد کے فرش پر کہنیاں ٹکا کر سبق یاد کرنے کی عادت کے باعث ان کی کہنیوں پر گٹے پڑ گئے تھے۔ انھوں نے اپنی مسلسل محنت سے معاشرے میں وہ مقام حاصل کیا کہ سر سیّد احمد جیسا محسن قوم ان کے جوتے کے تسمے باندھنے

کے لیے تیار تھا۔ مولوی نذیر احمد اعلیٰ پائے کے مقرر اور علی گڑھ تحریک کے مخلص معاون تھے۔ انھوں نے اپنی خطابت کے جوہر دکھا کر علی گڑھ کے لیے بہت چندہ جمع کیا۔ زندگی کے آخری دور میں انھوں نے قرآن مجید کا اُردو ترجمہ کیا جسے اپنے لیے توشۂ آخرت سمجھتے تھے۔ مولوی صاحب کی زندگی محنت میں عظمت کی ایک عمدہ مثال ہے۔

تشریح: مولوی نذیر احمد ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوتے ہیں بلکہ انھوں نے مسلسل محنت سے اپنی زندگی کو سنوارا اور معاشرے میں قابلِ رشک مقام حاصل کیا تھا۔ ان کا بچپن انتہائی مفلسی اور مشکلات میں گزرا تھا۔ ان کی عظمت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ شہرت اور نام کمانے کے بعد انھوں نے اپنے ماضی کو فراموش نہیں کر دیا تھا بلکہ جد و جہد کے اس دَور کو فخر کے ساتھ یاد کیا کرتے تھے۔ بچپن میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے وہ ایک مسجد میں رہا کرتے تھے، جس کا مُلاّ ظالم اور سخت مزاج تھا۔ مولوی نذیر کی عمر ان دِنوں صرف سات آٹھ برس تھی۔ شدید سردی کے موسم میں بستر یا لحاف تو میسر نہ آتا، یہ مسجد میں موجود ٹاٹ کی صف میں لپٹ کر سو جاتے۔ خود کو موسم کی شدت سے بچانے کے لیے یہ منفرد بستر ایک معصوم ذہن نے خود ایجاد کر لیا تھا۔ مسجد کا مُلاّ علی الصباح آتا۔ نذیر احمد کی آنکھ کھل چکی ہوتی تو خیریت گزرتی۔ بصورتِ دیگر مُلاّ صف میں لپٹے کمسن نذیر احمد کو ایک ٹھڈا مارتا جس سے دو مقصد حاصل ہوتے۔ مولوی نذیر احمد بیدار ہو جاتے اور ان کے لڑھکنے سے صف خود بخود بچھ جاتی۔ اس دَور میں مساجد و مدارس کے ذرائع آمدن نہ ہونے کے برابر تھے۔ مسلم سلاطین کی طرف سے ان اداروں کو عطا کی گئی جاگیریں انگریز نے ضبط کر لی تھیں۔ حالات کچھ ایسے تھے کہ طالب علموں کو محلے کے گھروں سے روٹی مانگ کر لانی پڑتی تھی۔ مولوی نذیر احمد بھی اپنے بچپن میں روٹی مانگ کر لانے کی یہ ذلت برداشت کرتے رہے۔ سات آٹھ برس کی عمر میں یہ سختیاں جھیلنے والے نذیر احمد نے حوصلہ نہ ہارا اور مسلمانوں کے ایک معزز قومی رہنما، اُردو کے صاحبِ طرز ادیب اور مترجم قرآن کا رُتبہ پایا اور ان کی انتھک محنت کے باعث انھیں وہ سب کچھ ملا جس کی ایک انسان زندگی میں آرزو کر سکتا ہے۔

اقتباس 2: ''کئی مولویوں اور عالموں کے مشوروں سے انھوں نے قرآن مجید کا ترجمہ کرنا شروع کیا۔ ایک ایک لفظ پر ردّ و قدح ہوتی اور بالآخر ایک رائے ہو کر ترجمہ لکھ لیا جاتا۔ ترجمہ مکمل ہونے کے بعد بھی ایک نابینا جید عالم کو پڑھ کر سنایا گیا اور ایک اور عالم کو نظرِ ثانی کے لیے باہر بھیجا گیا، جب کاپیوں کی تصحیح ہوئی اور پروف دیکھے گئے، تب بھی ان میں ترمیم کی گئی اور جب تک اس کی طرف سے پورا پورا اطمینان نہیں ہو گیا، اسے شایع نہیں کیا گیا۔''

(سرمایۂ اُردو 12، صفحہ 113,112)

حوالہ متن: سبق کا عنوان : مولوی نذیر احمد دہلوی

مصنف کا نام : شاہد احمد دہلوی

سیاق و سباق: مولوی نذیر احمد اُردو کے پہلے ناول نگار، سرسیّد کی اصلاحی تحریک کے اہم رُکن اور مسلمانوں کے اہم قومی رہنما تھے۔ ان کا بچپن اور جوانی کا ابتدائی حصہ بہت تنگ دستی میں گزرا تھا۔ بچپن میں جس مسجد میں

رہتے تھے، رات کو اس کی صف میں لپٹ کر سو جاتے، علی الصباح ملا آتا۔ یہ سو رہے ہوتے تو ایک لات رسید کرتا جس سے یہ بیدار ہو جاتے اور لڑھکنے کی وجہ سے صف بھی بچھ جاتی۔ مولوی نذیر کی قوت تقریر علی گڑھ کے لیے چندہ جمع کرنے کی مہم میں بہت معاون ثابت ہوئی۔ سر سیّد احمد ان کے خلوص سے بہت متاثر تھے اور کہتے تھے کہ میں ان کے جوتے کے تسمے باندھنے کے لائق بھی نہیں۔ مولوی صاحب کی عربی میں استعداد کے باعث لوگوں کا اصرار تھا کہ وہ قرآن کا ترجمہ کریں لیکن وہ ٹالتے تھے۔ آخری عمر میں ترجمہ کیا اور اس میں کئی علمائے دین سے مشاورت کی۔

تشریح: تواضع اور انکسار کے اوصاف اکثر عظیم شخصیات کی عظمت کو رعنائیت اور دلکشی عطا کرتے ہیں۔ مولوی نذیر احمد زبردست عالم، مقرر، ادیب اور بیدار مغز شخصیت تھے لیکن اپنے حوالے سے ہمیشہ کسرِ نفسی سے کام لیا کرتے تھے۔ احباب عربی زبان میں نذیر احمد کی غیر معمولی قابلیت سے آگاہ تھے اور ان سے تقاضا کرتے تھے کہ قرآن پاک کا اُردو میں ترجمہ کریں لیکن مولوی نذیر احمد کا موقف تھا کہ یہ کام علمائے دین ہی کو زیبا ہے۔ عمر کے آخری حصے میں عربی کتاب تیسُیر کا ترجمہ کیا تو انھیں احساس ہوا کہ طبیعت کی ہچکچاہٹ دُور ہو جائے تو قرآن پاک کا ترجمہ کرنا زیادہ مشکل نہیں۔ ترجمہ کرتے ہوئے ان کا طریق کار یہ تھا کہ ایک ایک لفظ پر علمائے دین اور عربی زبان کے مسلمہ ماہرین سے تفصیلی گفتگو کرتے۔ بحث و تمحیص کے بعد جب سب لوگ ایک رائے پر متفق ہو جاتے تو ترجمہ لکھ لیا جاتا۔ اس احتیاط کے بعد ترجمہ مکمل ہوا تو اسے ایک بڑے عالم کو، جو نابینا تھے، پڑھ کر سنایا گیا۔ اس کے علاوہ ایک اور جید عالم دین کو نظر ثانی کے لیے بھی ارسال کیا گیا۔ کاتبوں کی تحریر کو بغور پڑھ کر غلطیوں کی نشاندہی کی گئی۔ آخری وقت تک ترجمے میں تبدیلیاں کر کے بہتری لانے کا عمل جاری رہا اور جب تک مولوی نذیر احمد پوری طرح سے مطمئن نہ ہوئے، اسے شائع نہیں کیا گیا۔ اس احتیاط اور محنت سے یہ فائدہ ہوا کہ ترجمے کو اُردو دان طبقہ میں قبولِ عام حاصل ہوا اور سب نے اس کی شستہ اور رواں زبان کی داد دی۔

مزید معروضی سوالات

س: مصنف کے والد اور مولوی نذیر احمد آپس میں کس طرح ملے؟

ج: مصنف کے والد جلدی سے آگے بڑھے اور مولوی نذیر احمد (جو مصنف کے دادا تھے) سے لپٹ کر رونے لگے۔ دل کی بھڑاس نکلی تو والد نے حکم دیا کہ دادا کو سلام کرو۔

س: مولوی نذیر احمد نے مصنف کو کیا دیا؟

ج: مصنف نے مولوی نذیر احمد کو سلام کیا تو انہوں نے پیار کیا اور مصنف اور دیگر بچوں کو ایک ایک اشرفی دی۔

س: مولوی نذیر احمد نے نواب سرفراز علی کے خواب میں آ کر کیا کہا؟

ج: مولوی نذیر احمد نے نواب سرفراز علی کے خواب میں آ کر کہا "ہمارے قرآن کا ترجمہ چھپوالو اچھے ہو جاؤ گے۔"